TQ-Lesson 201 Surah Qassass Ayat 22-43 tafseer2

آیت نمبر 29. فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى ٱلْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِۦٓ ءَانَسَ مِن جَانِبِ ٱلطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ ٱمْكُثُوٓا۟ إِنِّىٓ ءَانَسْتُ نَارًا لَّعَلِّىٓ ءَاتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ ٱلنَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ

ترجمہ۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدت پوری کر دی اور وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر چلا تو طُور کی جانب اس کو ایک آگ نظر آئی اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا "ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید میں وہاں سے کوئی خبر لے آؤں یا اس آگ سے کوئی انگارہ ہی اُٹھا لاؤں جس سے تم تاپ سکو"

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوری کر دی **ٱلْأَجَلَ** مُدَّت اب کونسی مدت پوری کی؟ ہمیں حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ نے 10 سال کی مدت پوری کی **وَسَارَ بِأَهْلِهِۦٓ** اور چل پڑے اپنے اہلِ خانہ کو لے کر۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام 10 سال کی مدت پوری کرنے کے بعد **وَسَارَ** وہ چلا **بِأَهْلِهِۦٓ** اپنے گھر والوں کو لے کر ،تو اپنے گھر والوں کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کہاں کی طرف چلے؟ تو کہتے ہیں کہ اس سفر کا رخ مدین سے مصر کی طرف تھا طور کی جانب تھا کیوں؟ اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب وہ مدت پوری ہو گئی تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر والے یاد آ رہے تھے جیسے والدہ، ان کے بھائی، ان کی بہن جو بھی ان کے رشتہ دار تھے ان کو اپنا ملک، اپنے گھر والے یاد آ رہے تھے تو اس لئے انہوں نے سوچا کہ میں واپس جاؤں اور دوسری بات کیا ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے جو کام لینا تھا اس کے لئے اب وہ تیار ہو گئے تھے بھٹی میں تپ کر سونا بن گئے تھے، کندن بن گئے تھے تو ان کی تربیت دیہی علاقے میں ان کو چرواہا بنا کر جتنی مطلوب تھی اللہ تعالیٰ نے اتنی ان کی تربیت کر لی اور ایسے حالات کے مدوجزر ، حالات کے تھپیڑے، نشیب و فراز اب اس کے بعد وہ مدین سے مصر کی طرف جاتے ہیں تو بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ سوچا کہ اب فرعون مر چکا ہوگا جس کے پاس میرا قتل کا مقدمہ دائر ہے تو اب میں خاموشی سے وہاں پہ چلا جاتا ہوں تاکہ اپنے گھر والوں سے جا کے ملوں کیونکہ کسی کو پھر پتہ بھی نہیں چلے گا ایک بڑی مدت گزر چکی ہے اور بائبل اور تلمود دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ قیام مدین کے دوران فرعون مر چکا تھا جس کے پاس انہوں نے پرورش پائی تھی فرعون تو اس کا ایک لقب تھا۔ اب دوسرا فرعون حکمران بن چکا تھا تو اب وہاں سے روانہ ہوئے اور مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ جب وہ روانہ ہوئے تو حضرت شعیب علیہ السلام سے انہوں نے اجازت لی اجازت لے کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ **ءَانَسَ مِن جَانِبِ ٱلطُّورِ نَارًا ۔ ءَانَسَ** دیکھا محسوس کیا **مِن جَانِبِ ٱلطُّورِ** طور کی طرف ،طور کی جانب **نَارًا** انہوں نے ایک آگ کو دیکھا اب آپ دیکھئے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں ان کو ایک میدان ملا اور اس میدان میں کہتے ہیں کہ آپ گم ہوگئے راستہ بھول گئے اور وہ وقت تھا رات کا مفسرین کی ایک رائے یہ ہے کہ وہ وقت اندھیرے کا تھا رات کا تھا یا پھر یہ کہ شدید سخت سردی کا موسم تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا دیکھا کہ اپنے دائیں ہاتھ کی طرف جو وادی کا کنارہ تھا اس میں آپ نے آگ کو دیکھا **قَالَ لِأَهْلِهِ** انہوں نے اپنے گھر والوں کو کہا **ٱمْكُثُوٓا۟** تم سب ٹھہر جاؤ یعنی **مَكَثَ** کا معنی ہوتا ہے انتظار میں ٹھہرنا کہ تم سب ٹھہرو انتظار کرو اب یہاں پہ جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا بعض کہتے ہیں کہ بیوی کے ساتھ دو بچے بھی تھے اس لئے کہا گیا بعض کہتے ہیں کہ ادب اور احترام کے لئے بیوی کو کہا یعنی تھی بیوی لیکن ادب اور احترام کے لئے کہا

شوہر بیوی کا احترام بھی کرتا ہے یعنی شوہر یہ نہیں چاہتا کہ مجھ سے تو بیوی آپ کر کے بات کرے اور میں بیوی سے تو تڑاخ ہی کرتا رہوں اور بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ ان کا ایک نوکر تھا، ان کا ایک خادم تھا بہرحال جو بھی تھا انہوں نے **ٱمْكُثُوٓاْ** کہا کہ تم سب یہاں پہ ٹھہرو **إِنِّىٓ ءَانَسْتُ نَارًا** کہ میں نے دیکھی ہے آگ **لَّعَلِّىٓ** شاید کہ میں لے کے آؤں **مِّنْهَا** اس میں سے **بِخَبَرٍ** کوئی خبر۔ خبر کس چیز کی اب راستہ بھول چکے ہیں راستہ مل نہیں رہا دور ایک روشنی نظر آئی ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا تو ٹمٹماتی ہوئی جو روشنی یا دیا ہے دور نظر آیا ہے تو انہوں نے سوچا کہ وہاں جاؤں روشنی سے ہو سکتا ہے مجھے کوئی آبادی مل جائے کوئی انسان مل جائے تو مجھے (بھولا بھٹکا ہوں) راستہ مل جائے کچھ راستے کا نشان پتہ چلے اور یا پھر یہ ہے کہ سردی کا موسم ہے شدید سردی کے موسم میں آگ کی ضرورت ہے تو کیا کہتے ہیں **جَذْوَةٍ مِّنَ ٱلنَّارِ** یا پھر میں اس آگ سے کوئی انگارہ ہی لے آؤں تو **جَذْوَةٍ** ایسے کوئلے کو کہتے ہیں جس میں شعلہ ختم ہو چکا ہو اور اوپر راکھ آگئ ہو گویا کہ آگ میں سے کوئی انگارہ لے آؤں **لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ** تَا کہ تُم تاپ سکو تو یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ رات ہو اندھیری ہو راستہ بھی بھولے ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ سردی بہت زیادہ ہے تو اس لئے جسم کو گرم کرنے کی ضرورت ہے یہاں ایک بات اور اہم ہے وہ کیا ہے کہ اب پھر خوف کی کیفیت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کےخوف اور امن آپ اس کو جمع کرتے جائیں کتنے ایسے واقعات ہوئے اب تک اب آپ دیکھیں کہ بعض لوگ باہر کے لوگوں کے بڑے کام کرتے ہیں گھر والوں کے کام نہیں کرتے ہیں باہر بڑی خدمت، جی حضور ،حاضر جناب خدمت کے لئے تیار بعض شوہر باہر بڑا پیسہ خرچ کرتے ہیں کبھی رشتہ داروں پر کبھی لوگوں پر میں یہ نہیں کہتی رشتہ داروں پر نہ کریں ان کے بڑے حقوق ہیں رشتہ داروں کے لیکن کیا گھر والوں پر بھی خرچ کرتے ہیں تو گھر والوں پر بھی کرنے چاہیں یہ نہیں کہ باہر والوں کے لئے سخی بن جائیں اور گھر والوں کے لئے کنجوس بن جائیں اسی طرح باہر کے کام بڑ ھ بڑ ھ کر کریں گے گھر والوں کے نہیں کرتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صرف باہر سے غرض نہیں تھی باہر بھی کسی کو مشکل پریشانی محتاجی مفلسی میں دیکھ رہے ہیں ،ان لڑکیوں کو دیکھ رہے ہیں ایک طرف کھڑی ہیں ان کی مدد کی ہے اب بیوی ہے گھر والے ہیں اگر ان کو ٹھنڈ لگ رہی ہے تو ان کو نہیں کہا کہ جاؤ تم جا کے ذرا آگ لے آو اور میں یہاں بیٹھا ہوں جیسے بعض بیویاں گاڑی چلا رہی ہوتی ہیں شوہر ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں یا یہ کہ بیویاں کام کر رہی ہوتی ہیں اور شوہر گھر بیٹھے ہیں۔ یہاں تو مجھے یہ رواج بھی نظر آتا ہے کہ عورتیں کام کر رہی ہیں بھلے سے وہ اور کچھ نہیں کر سکتیں تو گلاب جامن ہی بنا کر دیں، گھر میں بیٹھ کر کھانے پکانے کا کاروبار کر رہی ہیں اور مرد محنت مزدوری نہیں کرتے جو کرنی چاہئے میں یہ نہیں کہتی کہ سب مرد لیکن کئی مرد ایسے ہیں کہ ایک دفعہ ان کو فیلڈ کی نوکری نہیں ملی اور قوی ہیں لیکن اس کے بعد گھر بیٹھنے کی عادت ہوگئی یہ اچھی بات نہیں ہے مردوں کی مردانگی فُتُوَّت (سخاوت) اور ان کی سَطْوَت (رعب و دبدبہ) اور ان کی رجالیت مردانگی اسی میں ہے کہ وہ کمائی کریں محنت کریں، مرد بنا کریں اور یہاں پہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام دیکھیں کہ اپنے گھر والوں کا خیال رکھ رہے ہیں اور جو مرد خیال رکھتے ہیں وہ ہمارے جو بھائی ہیں، جو ہمارے شوہر ہیں جو ہمارے باپ ہیں تو وہ مبارک باد کے مستحق ہیں اللہ ان کو اس کی جزا دنیا میں بھی دےاور آخرت میں بھی ان کو فرض ادا کرنے کا اجر بھی ملے گا اور اس کے ساتھ ہی جو کام کیا خوشی سے اس کا اجر بھی ملے گا بہت سے مرد ایسے ہیں جو کام ،مدد کرتے ہیں بہت سے ایسے بھی نظر آتے ہیں جو نہیں کرتے اب حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر والوں کی خدمت کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

آیت نمبر 30۔ فَلَمَّآ أَتَىٰهَا نُودِىَ مِن شَٰطِئِ ٱلْوَادِ ٱلْأَيْمَنِ فِى ٱلْبُقْعَةِ ٱلْمُبَٰرَكَةِ مِنَ ٱلشَّجَرَةِ أَن يَٰمُوسَىٰٓ إِنِّىٓ أَنَا ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ

ترجمہ۔ وہاں پہنچا تو وادی کے داہنے کنارے پر مبارک خطے میں ایک درخت سے پکارا گیا کہ "اے موسیٰ، میں ہی اللہ ہوں، سارے جہان والوں کا مالک"

پھر جب وہ پہنچا وہاں پہ **نُودِىَ** آواز دی گئی تو **نُودِىَ** یہ ماضی مجہول ہے کہ ان کو آواز دی گئی **مِن شَٰطِئِ** اور **شَٰطِئِ** کون سا کنارہ ہوتا ہے؟ دو کناروں میں سے ایک کنارہ۔ کنارہ کس چیز کا تھا؟ وادی کا۔ وادی کے دو کناروں میں سے ایک کنارے کی طرف سے آواز دی گئی اب پتہ نہیں چل رہا کیونکہ ماضی مجہول ہے فاعل کا پتہ نہیں چل رہا کہ آواز کون دے رہا ہے اور وادی کیسی تھی؟ **ٱلْأَيْمَنِ** اس کے دائیں کنارے سے **ٱلْأَيْمَنِ** کے معنی کیا ہوتے ہیں سیدھا ہاتھ ، سیدھے ہاتھ کے لئے بھی یہ استعمال کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ وہ کام جو بہترین ہو، جو اچھا ہو، دائیں ہاتھ سے وہ لوگ فال نکالتے تھے اس لحاظ سے بھی۔ دائیں کنارے سے وادی کے آپ کو آواز دی گئی اور وہ وادی، وہ زمین کیسی تھی؟ **فِى ٱلْبُقْعَةِ (ب ق ع)** زمین کا وہ حصہ ہوتا ہے جو آس پاس کے حصوں سے نمایاں ہو، ابھرا ہو ،افضل ہو ۔ وہ زمین کا جو خطہ تھا**ٱلْبُقْعَةِ** وہ نمایاں تھا اور اس کی خوبی کیا تھی؟ **ٱلْمُبَٰرَكَةِ** وہ مبارک تھا، برکت والا تھا اور آپ دیکھ لیجئے کہ مبارک لفظ یہاں پہ استعمال کیا گیا ہے اور آپ مبارک لفظ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں اس کا مصدر **(ب ر ک)** معنی کیا ہیں اونٹ کا سینہ اور اونٹ کا بیٹھ جانا تو عربوں کے ہاں کیا تھا کہ اونٹ اگر کہیں بیٹھ جاتا تو سینہ ہی سینہ نظر آتا ہے اور اونٹ کا بیٹھ جانا برکت کی علامت سمجھا جاتا تھا کیونکہ صحرائی زندگی میں اونٹ پر ہی پوری زندگی کا انحصار ہوتا تھا زادِ راہ بھی اسی پر ہوتا تھا سفر کا سامان بھی، کھانا پینا بھی اسی پر چلنا ہے ورنہ صحرا میں تو موت ہے تو اسی سے لفظ خیر کے لئے وہ استعمال کیا جانے لگا اور یہاں پہ مبارک کہا گیا ہے اور اس کے دو مصدر ہیں برکہ اور بروک اور ان مصدروں سے پانچ معنی نکلتے ہیں تو ایک بہت زیادہ خیر، دوسرے بہت زیادہ عظمت بزرگی، تیسرے بہت پاک، مقدس، چوتھے بلند، برتر اعلیٰ اور پانچواں کمال ہے اس کے اندر یعنی کمال کے لحاظ سے عروج تو بہرحال وہ وادی عام وادی نہیں تھی بلکہ نمایاں بھی تھی اور مبارک تھی **مِنَ ٱلشَّجَرَةِ** اور وہ جو آواز آرہی تھی وادی میں سے آرہی تھی لیکن وادی میں ایک درخت میں سے آرہی تھی کہا جاتا ہے کہ وہ درخت **عَوسَج** یا **عناب** کا تھا اللّٰہ ہی بہتر جانتا ہے **أَن يَٰمُوسَىٰٓ** اے موسیٰ **إِنِّىٓ** بے شک میں **أَنَا ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ** میں ہوں سارے جہان والوں کا رب اب یہاں پہ آپ غور کریں کہ آیت نمبر 30 میں آواز کی نشاندہی کے لئے تین ظرف استعمال کیے گئے ہیں کہ جس جگہ سے آواز آرہی تھی وہ وادی کا کنارہ تھا اور پہلا ظرف کیا ہے **ٱلْأَيْمَنِ** دائیں کنارے سے دایاں ہاتھ یا دایاں کنارہ کیا ہے؟ برکت ، دوسرا ظرف **ٱلْبُقْعَةِ ٱلْمُبَٰرَكَةِ** اس کے معنی کیا ہیں کہ نمایاں بھی تھا اور اس کے ساتھ مبارک بھی تھا المبارک اسم مفعول کو بھی کہتے ہیں بہت زیادہ خیر و برکت تھی ،تیسرا **ٱلشَّجَرَةِ** جس کے معنی کیا ہیں کہ ایک درخت میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا گیا تو یہ بات آپ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گئے ہیں روشنی لینے کے لئے اور ان کو پیغمبری مل گئی سورت طہ اور سورت النمل میں اس کی آپ تفصیل پڑھ چکیں ہیں جیسے سورت طٰہ میں اللّٰہ رب العزت کیا فرماتے ہیں۔ **إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى** (12۔ سورت طٰہ) اور **نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ** —(8۔ سورت النمل) کہ جو آگ میں ہے اس کو برکت دے دی گئی۔ (جو بھی ہے فرشتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، وہ درخت ہے وہ وادی ہے جو بھی ہے) تو سورت النمل میں اور سورت طہ میں الفاظ قدرے ہمیں مختلف ملتے ہیں لیکن بات کیا ہے کہ گویا کہ وہ جگہ جو تھی

،وہ چیز جو تھی وہ بہت مبارک تھی تو پتہ یہ چلتا ہے کہ لینے گئے تھے وہ آگ لیکن وہ آگ تھی نہیں بلکہ کیا تھا کہ یہ اللہ کا نور تھا اور ویسے بھی **اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ** (35۔ سورت النور) تو اللہ کے اس نور نے ایک درخت کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اور اس درخت سے آگ یا نور نکل رہا تھا اور کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ سمجھ کر قریب جارہے تھے جوں جوں قریب جاتے جارہے تھے تو جو چمک تھی وہ پھیلتی جارہی تھی اور درخت جو تھا وہ سرسبز ہوتا جارہا تھا۔ سرسبز درخت لہلہا رہا تھا اور پھر اسی درخت کو جب آپ نے سرسبز دیکھا اور ایک نور سا دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران ہوگئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام پریشان ہوگئے کیوں اس لئے کہ اس خطے میں نورِ تجلی تھا وہ خطہ اللہ کے نور سے روشن ہو گیا اللہ کے نور سے وہ نمایاں ہو گیا تو اب آپ دیکھئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اب پیغمبر بنایا جارہا ہے آپ جب مصر سے مدین گئے ہیں تو وہاں پہ کتنا رہے ہیں تقریبا 8 یا 10 سال تو کہتے ہیں کہ 40 سال کے تقریبا وہ ہوئے ہیں جب وہ آئے ہیں اور 40 سال میں آپ کو نبوت ملی عروج کا زمانہ رسول اللہ ﷺ بھی جب 40 سال کے ہوئے تو اللہ تعالی نے حضرت محمد ﷺ کو نبوت عطا کی ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے جو نبوت دی ہے اس کا انداز بڑا ہی مختلف ہے اور ان ساری آیات سے ہمیں یہ بات بھی پتہ چلتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو خود ہی وہاں سے گئے تھے اپنے گھر والوں کو کہہ کر **ءَاتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ** کہ تمہارے لئے خبر لے کر آتا ہوں اور اس سے بڑی خبر کیا ہو سکتی تھی وہ لینے گئے تھے دنیا کے راستے کی رہنمائی اور اللہ تعالی نے ان کو آخرت کے راستے کی رہنمائی دے دی عظیم الشان رہنمائی ان کو عطا کی، وہ لینے گئے تھے آگ کی روشنی رات کے اندھیرے کو دور کرنا چاہتے تھے اللہ تعالی نے ان کو ہدایت کی روشنی عطا کردی جس سے تمام اندھیروں کو وہ دور کر دیں تو آپ دیکھ لیجئے واقعی وہ ایک بہت بڑی خبر لے کر آئے اور بائبل میں لکھا ہے کہ روشنی اس قدر شدید تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نظر ختم ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ آپ نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے اور مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس آگ کی طرف چلے جو انہیں نظر آئی تھی جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک کانٹےدار درخت میں آگ کے شعلے نظر آ رہے ہیں لیکن درخت زیادہ سے زیادہ سر سبز ہوتا جا رہا ہے جتنا آپ قریب جا رہے تھے اتنا اور آپ تعجب سے وہیں ٹھہر گئے وہاں پھر درخت کی دائیں طرف پہاڑ۔ وہ درخت آپ کی دائیں طرف تھا اور کوہ طور کے مغربی پہلو میں تھا جیسے سورت القصص میں آپ پڑھ چکی ہیں **وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَىٰ مُوسَى الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ (44)** تو یہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری کا ملنا اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **أَن يَٰمُوسَىٰٓ** اے موسیٰ ڈر نہیں گھبرا نہیں, آپ کیوں پریشان ہیں, آپ کیوں ٹھہر گے **إِنِّىٓ أَنَا ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ** کہ میں ہوں تمام جہان والوں کا رب پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا اور وہ حکم کیا ہے؟

آیت نمبر 31۔ وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَءَاهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَٰمُوسَىٰٓ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ ٱلْـَٔامِنِينَ

ترجمہ۔ اور (حکم دیا گیا کہ) پھینک دے اپنی لاٹھی جونہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ لاٹھی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور اس نے مڑ کر بھی نہ دیکھا (ارشاد ہوا) "اے موسیٰ، پلٹ آ اور خوف نہ کر، تو بالکل محفوظ ہے

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ آپ پھینک دیں اپنی لاٹھی کو آپ سورت طٰہ میں پڑھ چکیں ہیں اللّٰہ تعالی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہتے ہیں **وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَٰمُوسَىٰ** (17- سورت طٰہ) اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرانے والے چرواہے اب لاٹھی لے کر چل رہے ہیں اب ان کو موقع ملا ہے تو بات کرتے ہی چلے جا رہے ہیں کسی بڑی شخصیت سے بات کرنے کا موقع ملے تو انسان بولتا ہی چلا جائے کہتے ہیں **قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ** (18- سورت طٰہ) اور اب یہاں حکم دے دیا **وَأَنْ أَلْقِ** اور تو ڈال دے **عَصَاكَ** اپنی لاٹھی اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی کو ڈالا **فَلَمَّا** اس وقت **رَءَاهَا** اسکو دیکھا تو کیا پتہ چل رہا ہے کہ لاٹھی مؤنث ہے **"هَا"** کی ضمیر آئی ہے لاٹھی کو دیکھا **تَهْتَزُّ** لاٹھی بل کھا رہی ہے, ہل رہی ہے **كَأَنَّهَا جَانٌّ** گویا کہ وہ سانپ ہے اب آپ دیکھیں جن **(ج ن ن)** جن چھپ جاتا ہے اور سانپ بھی چھپ جاتا ہے یکدم **جَآنٌّ** سانپ کے لئے آیا ہے اور سانپ شکل بھی تبدیل کر لیتا ہے حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جب آپ سانپ کو مارنا چاہیں تو مارنے سے پہلے کیا کہیں گے اس سے اگر تو جن ہے تو یہاں سے چلا جا ، یہ جگہ چھوڑ دے پکار کر اسکو کہنا چاہئے کیونکہ جن اپنی شکل تبدیل کر لیتا ہے وہ سانپ کی شکل میں بھی ہوتا ہے **كَأَنَّهَا جَانٌّ** گویا کے وہ سانپ ہے **وَلَّىٰ** اور کیا کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ پھر گئے ، وہ بھاگے **مُدْبِرًا** پیٹھ پھیر کر **وَلَمْ يُعَقِّبْ** اور مڑ کر بھی نہ دیکھا اور وہی لاٹھی جس کے بارے میں اتنی باتیں کر رہے تھے وہی لاٹھی جب دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح ہل رہی ہے، بل کھا رہی ہے اب حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈرے اور کیسے ڈرے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور سورت طٰہ میں آتا ہے **فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ. (20)** وہاں پہ سانپ کے لئے **حَيَّةٌ** کا لفظ آیا ہے یہاں پہ **جَآنٌّ** کا لفظ آیا ہے اور کہیں ثعبان کا لفظ بھی آیا ہے تو بہرحال یہ ساری صفات اس لاٹھی کے اندر پائی جاتی تھیں کبھی جیسے جسامت بہت بڑی تھی اور کہتے ہیں کہ جب وہ لاٹھی سانپ بنی تو اتنا بڑا اس کا جثہ تھا کہ بڑے بڑے دانت تھے اس کے باوجود اس کی حرکت تیز رفتار پتلے سانپ کی طرح تھی **جَآنٌّ** اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ لاٹھی اتنی بڑی ہو گئی ہے اور بڑا اس کا جثہ بڑے بڑے دانت اور پھر کیا ہے اور اتنی پھرتیلی، تیزی سے بل کھا رہی ہے تو پھر کیا ہے کہ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جہاں خطرہ دیکھا وہیں انسان بھاگ کھڑا ہوتا ہے اب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خطرہ دیکھا ہے تو بھاگ کھڑے ہوئے ایک اور بات کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی چیز کا اثر بڑی جلدی قبول کرتے ہیں دو لوگوں کی لڑائی دیکھی، دو عورتوں کو دیکھا پریشان حال، پھر آگ دیکھی تو چلے آگ کو لینے کے لئے تو بہرحال بات کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللّٰہ تعالیٰ نے تسلی دی کیونکہ ان کا حال تو یہ تھا بعض اوقات انسان کہیں سے ڈرتا ہے تو پیچھے مڑ کر بھی دیکھتا ہے **وَلَمْ يُعَقِّبْ** کہ وہ میرے پیچھے تو نہیں آرہا پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا کتنا خوبصورت انداز ہے اللّٰہ تعالیٰ کا اور بڑا فطری انداز ہے پھر اللّٰہ تعالیٰ نے کہا **يَٰمُوسَىٰٓ أَقْبِلْ** ادھر کا رخ کر، آگے آ، متوجہ ہو یہ حکم دیا **وَلَا تَخَفْ** اور تُو خوف نہ کر اس کا کیا مطلب ہے کہ خوف زدہ تھے کہا **إِنَّكَ مِنَ ٱلْـَٔامِنِينَ.** آمین کی جمع ہے **ٱلْـَٔامِنِينَ.** کہ بے شک آپ بالکل محفوظ ہیں تو اللّٰہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ اب آپ پریشان نہ ہو آپ کے لئے ہر طرح کا امن ہے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے

آیت نمبر 32- اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ ۖ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ

ترجمہ۔ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال، چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے اور خوف سے بچنے کے لئے اپنا بازو بھینچ لے یہ دو روشن نشانیاں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش کرنے کے لئے، وہ بڑے ہی نافرمان لوگ ہیں"

اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ آپ اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال لیجئے اب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا اب دوسرا معجزہ ہے پہلے معجزہ کیا تھا کہ لاٹھی سانپ بن گئی اب دوسرا معجزہ دیا اور وہ کیا ہے کہ **اسْلُكْ يَدَكَ** ڈال دے اپنے ہاتھ کو **فِي جَيْبِكَ** اپنے گریبان میں۔ اب جیب کہاں لگاتے ہیں لوگ قمیض میں اردو میں بھی ہم جیب کہتے ہیں۔ تو یہ گریبان کو کہتے ہیں تُو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال پھر ہوگا کیا **تَخْرُجْ** وہ نکلے گا **بَيْضَاءَ** سفید کیونکہ ہاتھ ہے اور ہاتھ جسم کے وہ اعضاء ہیں جو جوڑا جوڑا ہوتے ہیں وہ مؤنث ہوتے ہیں اور یہاں پہ **بَيْضَاءَ** مؤنث صفت آئی ہے کہ سفید ہوکر آئے گا **ابیض** نہیں آیا **بَيْضَاءَ** ہاتھ سفید ہوکر نکلے گا **مِنْ غَيْرِ سُوءٍ** بغیر کسی تکلیف کے، بغیر کسی بیماری کے یعنی یہ معجزہ ہے ایسا نہیں ہے کہ جیسے کسی کو برص کے نشان لگ جائیں سفید سفید تو ایسا نہیں بلکہ معجزہ ہے آپ اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالیں سفید ہوکر نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے بغیر کسی بیماری کے بغیر کسی مشکل کے **وَاضْمُمْ إِلَيْكَ** اور بھینچ لے اپنی طرف **جَنَاحَكَ** اپنے بازو کو **مِنَ الرَّهْبِ** خوف سے بچنے کے لئے تو اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پر اللہ رب العزت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا کہہ رہے ہیں **وَاضْمُمْ** اور مِلَا لیجئے **ضمیمہ** (ملا ہوا ،شامل کیا گیا) کیا ہوتا ہے کوئی کتاب چھپی ہوئی ہوتی ہے پھر اس کے ساتھ ضمیمہ بھی لگا دیا جاتا ہے کہ کوئی اور چیز جو بھی اس میں کمی بیشی ہے کچھ نئی تحقیق آگئی ہے کوئی غلطیاں ہوگئی ہیں اس کے ساتھ **ضمیمہ** کے طور پر لگا دی جاتی ہے ضم کر دینا کسی چیز کو ملا دینا **وَاضْمُمْ** اور مِلَا لیجئے **إِلَيْكَ** طرف اپنی **جَنَاحَكَ** اپنا بازو **مِنَ الرَّهْبِ** یعنی ڈر سے یعنی خوف سے بچنے کے لئے اپنا بازو اپنے ساتھ ملا لیں تو پھر کیا ہوگا؟ پھر وہ اصلی حالت پر آ جائے اور تمہیں خوف نہ ہو اب آپ دیکھیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا کہا گیا تھا کہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے تو اب کیا کہا جا رہا ہے کہ جب کوئی خطرناک موقع پیش آئے جس سے تمہارے دل میں خوف محسوس ہو تو اپنا بازو بھینچ لیا کرنا اس سے کیا ہوگا تمہارا دل مضبوط ہو جائے گا تمہارا دل قوی ہو جائے گا تو اب یہاں پہ آپ دیکھیں کہ جناح انسان کے بازو کو بھی کہتے ہیں پرندے کے پروں کو بھی کہتے ہیں تو کہا کیا جا رہا ہے کہ آپ اپنے بازو کو جب اپنے ساتھ لگا لیں گے **إِلَيْكَ** اپنی طرف کہاں پہ لگائیں گے ایک رائے تو یہ ہے کہ بازو کو پہلو کے ساتھ لگا کر دبا لیا جائے تو خوف جاتا رہے گا دوسری رائے یہ ہے کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کی بغل میں رکھ کر دبایا جائے تو خوف چلا جائے گا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تدبیر اللہ تعالیٰ نے کیوں بتائی کہ ظالم حکومت کا مقابلہ کرنے کے لئے کسی فوج کی ضرورت نہیں اس کے پاس سامان اور جنود ہیں ان کے پاس دنیا کا ساز و سامان ہے تو ایسے خوفناک موقع پر آپ نے خوف زدہ نہیں ہونا بلکہ کیا کرنا ہے کہ میں آپ کو جو نشانیاں دے رہا ہوں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ نشانیاں آپ لے لیجئے اور پھر آپ خوف کے موقع پر ان نشانیوں سے کام لیجئے تو اب جب وہ لاٹھی اژدھا بنتی تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈر لگتا تھا اس لئے کہا **وَلَا تَخَفْ** اب اس کا حل کیا بتایا کہ اپنا بازو اپنی طرف ملا لیا کرو، بغل میں دبا لیا کرو جس سے خوف جاتا رہے گا۔ لاٹھی کو پھینکا ہے اور وہ بن گئی سانپ لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام ڈرنے اب اپنا ہاتھ اپنی بغل میں لگا لو ،بغل میں دبا لو تو اس سے کیا ہوگا خوف جاتا رہے گاامام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرتے ہوئے جو شخص بھی گبھراہٹ کے موقع پر اپنے دل پر ہاتھ رکھے گا اس کے دل سے خوف جاتا

رہے گا یا کم از کم ہلکا ہو جائے گا اور ویسے آپ محسوس بھی کریں کہ جیسے دل بہت زور زور سے دھڑک رہا ہے آپ بھاگ کر آئے ہیں یا آپ کو کوئی خوف ہے میں نے اس کا تجربہ بھی کیا آپ اپنے ہاتھ کو اپنے دل پر رکھیں تو آپ کو سکون محسوس ہوگا اور دوسری بات کیا ہے کہ آپ جا رہے ہیں باہر ہیں اب سردی کا بڑا موسم ہے سردی لگ رہی ہے آپ اپنے ہاتھوں کو اپنی بغل میں دے دیں یکدم آپ کو تھوڑا سکون اور راحت اور **تراوٹ**(تازگی،رونق) محسوس ہوگی تو بہرحال اب اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دوسرا معجزہ دیا ہے پہلا معجزہ تھا لاٹھی کا دوسرا معجزہ ہے ہاتھ کا کہ اپنے ہاتھ کو گریبان میں ڈال لیجئے پھر جب آپ اس کو نکالیں گے تو بغیر کسی مرض کے یہ سفید نکلے گا اور ہاتھ کو گریبان میں ڈالنے کا طریقہ بھی بتایا گیا کیسے ہاتھ کو گریبان میں ڈالنا ہے جو معجزہ بن جائے گا جس طرح کوئی شخص ڈر سے اپنا بازو اپنے گریبان میں ڈال لیتا ہے تو اس طرح تم اپنا ہاتھ بازو کے اندر ڈال کر اس کو ملا لو اپنے ساتھ تو یہ چیز ہے کیا **فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ** تو **ذَانِکَ** تثنیہ ہے تو پس یہ دو ہیں تیرے لئے **بُرْهَانَانِ** دو نشانیاں **بُرْهَان** روشن نشانیوں کو کہتے ہیں عام نشانیاں نہیں روشن نشانیاں **مِنْ رَبِّكَ** تیرے رب کی طرف سے **إِلَىٰ فِرْعَوْنَ** فرعون کے لئے **وَمَلَئِهِ** اور اس کے درباریوں کے لئے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو روانہ کر دیا گیا اور اب آپ دیکھ لیجئے کیوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کر دیا تھا **أَنَا ٱللَّهُ رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ** اب دوسری طرف دو معجزے دے دیئے اور تیسری طرف ان کو یہ کہہ دیا کہ آپ کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا جا رہا ہے گویا کہ آپ کو رسول بنا دیا گیا اور آپ سورت طٰہ اور سورت النازعات کو پڑھیں تو وہاں لکھا ہے **اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ (24)** اسی طرح سورت الشعراء میں آپ پڑھ چکیں **وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (10)** قَوْمَ فرعون تو کیوں بھیجا ان کی طرف کہ وہ لوگ ظالم تھے **إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ** کہ بے شک وہ لوگ ایسی قوم تھے جو کہ فسق وفجور میں ڈوبی ہوئی تھی جو گناہ کرنے والی تھی فرعون اور اس کے ساتھی بڑے نافرمان تھے سرکش تھے اس لئے اللہ تعالی نے سرکش بادشاہ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو واضح نشانیاں دے کر بھیجا